سوال

(86) قبر پر سورۃ بقرہ وغیرہ پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس مسئلہ کی کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ حدیث میں آتا ہے ؟

(عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول إذامات أحدکم فلا تحبسوہ وأسرعوابہ إلی قبرہ ولیقرأعند رأسہ فاتحۃ البقرۃ وعند رجلہ بخاتمۃ البقرۃ رواہ البیھقی فی شعب الإیمان قال وأیضاإنہ موقوف))

اس حدیث کی وضاحت کریں کہ کیا یہ پڑھنا کسی صریح مرفوع حدیث سے ثابت ہے جبکہ دوسری طرف نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر قرآن پڑھنے سے منع کیا کہ قبروں کو عبادت گاہ نہ بنایا جائے اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ گھروں میں سورۃ بقرۃ پڑھا کرو اور انہیں قبریں نہ بناؤں۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں آپ کا شکریہ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ نے عبداللہ بن عمر کی جو روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اسے روک کر نہ رکھو اور اس کی قبر کی طرف جلدی لے جاؤ اور اس کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات پڑھی جائیں اور اسکے پاؤں کے پاس سورہ بقرہ کی آخیر آیات پڑھی جائیں۔ اس روایت کی وجہ سے یہ رواج عام پایا جاتا ہے کہ میت کی قبر پر آیات پڑھی جاتی ہیں۔ کئی اہل حدیث حضرات بھی اس پر عمل کرتے ہیں حالانکہ روایت کے ساتھ لکھا ہے کہ اسے بیہقی نے شعیب الایمان میں رویات کیا ہے صحیح بات یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر پر موقوف ہے یعنی ان کا اپنا قول ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں)۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ عبداللہ بن عمر سے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے مشکوۃ کی تعلیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب روایت کے متعلق لکھا ہے کہ اسے بیہقی کے علاوہ طبرانی نے معجم کبیر (۳/۲۰۸/۲) میں اور خلال نے کتاب القرائت عند القبور (ق ۲/۲۵) میں بہت ہی ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس میں ایک راوی یحیی بن عبداللہ بن ضحاک بابلتی ہے جو ضعیف ہے۔ اسے ایوب بن نہیک سے روایت کیا ہے جسے ابو حاتم وغیرہ نے ضعیف کہا ہے اور ازدی نے کہا کہ وہ متروک ہے۔

مشکوۃ میں شعیب الایمان سے بیہقی کا قول جو نقل کیا ہے کہ: '' صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابن عمر پر موقوف ہے '' تو شعیب الایمان میں مجھے بیہقی کے یہ الفاظ نہیں ملے۔ انہوں نے مروع روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:

"لم یکتب إلا بھذا الأسناد فیما أعلم وقد روینا القراءۃ المذکورۃ فیہ عن ابن عمر موقوفا علیہ"

'' دیکھئے شعیب الایمان حدیث ۹۲۹۴ یعنی یہ مرفوع روایت میرے علم کے مطابق صرف اسی سند میں آتی ہے اوراس میں مذکور(سورہ بقرۃ کی آیات کی) قرأت ہمیں عبداللہ بن عمر سے موقوفاً روایت کی گئی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیہقی نے ابن عمر کی موقوف روایت کو صحیح نہیں کہا بلکہ صرف یہ ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر سے موقوفاً یہ روایت آتی ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ج1

محدث فتویٰ